اصول سیاست و اخلاق و قانون

یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

(مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

یہ نہ سمجھا جائے کہ میں کلام الٰہی کے الفاظ کی برکت و تاثیر کا منکر ہوں جب میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ قرآن مجید کا ہر لفظ اور ہر حرف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو میں اس کے سراپا خیر و برکت ہونے اور اس کے موثر اور کارگر ہونے سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔ مگر میرا اعتقاد یہ ہے کہ الفاظ قرآنی کی برکت اور تاثیر ایک ضمنی فائدہ ہے تنزیل کا اصل مقصود نہیں ہے تنزیل کا اصل مقصود حکمت کی تعلیم صراط مستقیم کی طرف ہدایت تاریکیوں کو چھانٹ کر نور حق اور روشن علم پھیلانا دلوں کو نجاستوں سے پاک کرنا، نیکوکاروں کو مژدہ سنانا بدکاروں کو ڈرانا اور بنی آدم کو زندگی بسر کرنے کے ایسے طریقے سکھانا ہے جن پر چل کر وہ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی اور فلاح حاصل کرسکیں جو لوگ اس حکمت کو سمجھ لیں ٹیڑھے راستوں کو چھوڑ کر سیدھے راستہ پر لگ جائیں تاریکی سے نکل کر روشنی میں آجائیں، دلوں کو غیر حق کی محبت اور غیر حق کے خوف سے پاک کریں اور اس طرح کی زندگی بسر کریں جس کی تعلیم قرآن مجید نے دی ہے ان کے لئے قرآن کا ہر لفظ اور ہر حرف اپنے اندر برکت اور تاثیر رکھتا ہے، وہ کلام الٰہی کے تمام فوائد و منافع سے متمتع ہوسکتے ہیں، وہ جس چیز کی طرف بڑھیں گے کامیابی ان کا استقبال کرے گی، مقصود خود ان کا قصد کرے گا، مطلوب خود ان کا طالب ہوگا۔ وہ سراپا موتی بن جائیں گے ان کی نظر کیمیا اثر ہو جائے گی ان کی زبان سے جو کچھ نکلے گا تیر بہدف ہوگا، تمام عناصر ان کے لئے مسخر ہوجائیں گے مگر جو لوگ قرآن کی تعلیم سے بے بہرہ، اس کی ہدایت اس کی روشنی سے محروم اس کے بتلائے ہوئے اصول و قوانین سے منحرف ہیں، ان کا محض قرآن کے الفاظ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا، بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی

بادام کا مغز الگ کر کے صرف اس کا چھلکا زمین میں بو دے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ تمام عمر اس کو پانی دیتا رہے گا تب بھی اس چھلکے سے بادام کا درخت نہ نکلے گا۔

آجکل لوگ قرآنی آیات کو مختلف دنیوی مقاصد کے لیے پڑھتے ہیں، اور ہزاروں تسبیحیں پڑھ ڈالتے ہیں، مگر کامیاب نہیں ہوتے! اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ مغز کو چھوڑ کر چھلکے بوتے ہیں اور انہیں پانی دیکر امید رکھتے ہیں کہ بار آور ہوں گے۔ آیات قرآنی کے الفاظ انکی زبان سے ادا ہوتے ہیں۔ مگر ذہن ان کے معنی و مفہوم سے ناآشنا ہوتا ہے۔ دل میں اللہ کے بجائے غیر اللہ بسا ہوا ہوتا ہے نیت میں خلوص کے بجائے کھوٹ ہوتا ہے، ارادوں اور خواہشوں میں پاکیزگی کے بجائے نجاست ہوتی ہے۔ رگوں میں وہ خون دوڑتا ہوتا ہے۔ جو ناجائز طریقوں سے کمائی ہوئی غذا سے پیدا ہوا ہے جسم کا ہر حصہ ان خلاف احکام قرآن حرکات پر گواہ ہوتا ہے۔ جن میں اس نام نہاد عامل نے اس کو استعمال کیا ہے اور خود وہ زبان جس سے قرآنی الفاظ جاری ہیں، شب و روز جھوٹ، غیبت، بدکلامی اور فحش گوئی سے آلودہ ہوتی ہے[1]۔ کیا کوئی عقلمند یہ بات باور کر سکتا ہے کہ اس طریقے سے قرآن کی کسی آیت کو پڑھ کر کوئی فائدہ حاصل کرنا ممکن ہے؟

اگر کوئی شخص بیماری میں بدپرہیزی کرے، طبیب کی ہدایت پر عمل نہ کرے۔ جو دوائیں طبیب نے بتائی ہیں ان کو استعمال بھی نہ کرے، اور صرف نسخے کو سامنے رکھکر ہر دوا کا نام دو دو ہزار مرتبہ پڑھ لیا کرے، تو تم بے تکلف حکم لگا دو گے کہ اس کا اس طریقے سے شفا یاب ہونا محال ہے پھر جب ایک شخص قرآن کو نہ سمجھتا ہے، نہ اس کے احکام پر عمل کرتا ہے بلکہ اس کی ہدایات کی خلاف ورزی کرتا ہے اور صرف اس کے الفاظ سے برکت اور تاثیر حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کی

له صرف یہی نہیں بلکہ بسا اوقات قرآن مجید کی آیات ایسے مقاصد کیلئے پڑھی جاتی ہیں جو خود ان آیات کے مفہوم و معنی اور ان کی تعلیم کے بالکل خلاف ہوتی ہیں مثلاً آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (۲ : ۲۰) کو عموماً اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ پڑھنے والا جس شخص کی محبت میں گرفتار ہے یا جس سے کوئی غرض رکھتا ہے اس کو اپنی محبت میں گرفتار کرے۔ حالانکہ یہ مقصد خود اس آیت کے معنی کے بالکل برعکس ہے آیت کے معنی تو یہ ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا شریک بنا لیتے ہیں اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں۔ بقیہ برصفحہ (۲۴)

ناکامیابی کا الزام لگانے میں تحسین کیوں تامل ہے۔

دنیا عالم مکافات ہے۔ یہاں خدا کا مقرر قانون یہی ہے کہ جیسا کرنا ویسا بھرنا۔ اور یہ وہ قانون ہے جس کو ہم میں کا ہر ایک شخص جانتا اور اپنی زندگی کے ہر شعبے میں اسی پر عمل پیرا ہے ایک کسان نے باپ دادا سے زراعت کے جو طریقے سیکھے ہیں ان کو وہ سمجھتا ہے، ان کے مطابق عمل کر کے دن کی بھری دھوپوں میں ہل چلا کر زمین تیار کرتا ہے تخم پاشی کرتا ہے، پانی دیتا ہے راتوں کو جاگ جاگ کر کھیتی کی حفاظت کرتا ہے، تب کہیں فصل تیار ہوتی ہے اور وہ اس کو کاٹ کر کھلیان کر کے، اپنی محنتوں کے پھل سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ ایک تاجر نے سوداگری کی دنیا میں چل پھر کر جو علم، تجربہ، اور سبق حاصل کیا ہے اس سے وہ کام لیتا ہے، اپنے لئے کاروبار کے مواقع تلاش کرتا ہے، اپنا روپیہ لگاتا ہے، اپنی عقل اور ذہانت صرف کرتا ہے، شب و روز اپنی سوداگری کو فروغ دینے کی فکر میں لگا رہتا ہے دماغ سے تدبیریں سوچتا اور ہاتھ پاؤں سے محنت کرتا ہے۔ تب کہیں اسے فائدہ کی صورت نظر آتی ہے۔ ایک کاریگر اپنے فن کی تحصیل میں محنتیں برداشت کرتا ہے، پھر مواد خام مہیا کر کے اس پر اپنی ذہانت محنت صرف کرتا ہے۔ ناکارہ چیز کو کارآمد بناتا ہے، اور ان لوگوں تک اسے پہنچاتا ہے جن کو اس کی حاجت ہوتی ہے، تب کہیں اسے اپنی محنت کا اجر حاصل ہوتا ہے۔ غرض ہر شخص اپنی اپنی جگہ

بقیہ حاشیہ (صفحہ ۷۱) جیسی اللہ سے کرنی چاہئے، حالانکہ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر پڑھنے والا اس آیت کے معنی سے بے خبر اس کی تعلیم سے ناواقف ہوتا ہے۔ وہ بہ نیت ایک دوسری ہستی کی محبت میں شمار اس آیت کو پڑھے چلا جاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ جو کلام پاک اس کی زبان پر جاری ہے وہ اسے غیروں کی محبت چھوڑ کر اللہ کی محبت کی دعوت دے رہا ہے۔ جن بزرگوں نے عمل حب کے لئے اس آیت کو منتخب کیا، اللہ ان پر رحمت فرمائے انھوں نے دنیا میں محبت کا کیا لاجواب نسخہ قرآن حکیم میں تلاش کیا تھا کہ جب تم سب مطلوبوں کی طلب اور سب محبوبوں کی محبت چھوڑ کر رب العالمین کے عاشق بن جاؤ گے تو رب العالمین بھی تمہارا عاشق ہو جائے گا۔ مگر خدا جہل و نادانی کا برا کرے کہ لوگوں نے اس حکمت اور اس حقیقت کو نہ سمجھا، اور اللہ کی محبت کے بجائے غیر اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے اس آیت کو پڑھنے لگے

سمجھتا ہے کہ جو مقصد اس کے پیش نظر ہے وہ بغیر اس کے حاصل ہونا ممکن نہیں ہے کہ پہلے حصول مقصد کے طریقے معلوم کئے جائیں اور واقفیت بہم پہنچانے کے بعد ان طریقوں پر محنت توجہ اور انہماک کے ساتھ عمل کیا جائے۔ پھر اگر کسی فن اور کسی پیشے کے اصول اور طریقے کسی کتاب میں لکھے ہوں تو کوئی بھی اس کے معنی یہ نہیں سمجھتا کہ اس کتاب کا نفس وجود اس کام کو انجام دے دیگا جس کے لئے وہ لکھی گئی ہے اور اس کے الفاظ انسان سمجھ بوجھ اور سعی و عمل کی جگہ لیکر خود بخود نتیجے اور فائدے پیدا کرتے چلے جائیں گے۔ مثلاً فن زراعت پر جو کتاب لکھی گئی ہو اس کے متعلق ہر شخص یہی سمجھیگا کہ اس میں زراعت کے اصول اور طریقے لکھے گئے ہیں کہ جو لوگ اس پیشہ میں وہ انھیں سمجھیں اور ان کے مطابق کاشت کریں۔ لیکن کسی احمق سے احمق کاشتکار کے ذہن میں بھی یہ خیال نہیں آسکتا کہ اگر فن زراعت کی کسی مستند و معتبر کتاب کو خرید کے وہ اسے روزانہ پڑھ لیا کریگا تو قلبہ رانی تخم ریزی، آبپاشی اور دوسری تمام مشقتوں سے بچ جائیگا، کھیتی آپ سے آپ تیار ہو جایا کرے گی اور وہ مزے سے بیٹھا غلہ کھایا کریگا۔ اسی طرح جو کتاب فن تجارت کے گر اور کامیابی حاصل کرنے کے طریقے سکھانے کے لئے ہے، وہ اس شخص کے لئے مفید ہوسکتی ہے جو تجارت کرے اور اس میں ان اصولوں اور طریقوں کو برتے، مگر کوئی بے وقوف سے بے وقوف سوداگر بھی اتنا بے وقوف نہ ہوگا کہ اس کتاب کو خرید کر دکان بند کر دے، لین دین چھوڑ دے مگر بیٹھ کر صرف اس کتاب کو پڑھ لیا کرے اور یہ سمجھ لے کہ کاروبار خود بخود چلے گا، اور گھر بیٹھے اس کے گھر دولت چلی آئے گی۔

جب زندگی کے تمام معاملات میں ہم اس قانون کو کارفرما دیکھتے ہیں، جب ہمارا تجربہ ہے کہ حصول مقصد کی شرائط میں سے ایک شرط بھی اگر پوری نہیں ہوتی تو مقصد حاصل نہیں ہوتا، جب ہم جانتے ہیں کہ نتائج کے رشتے اسباب کے ساتھ وابستہ ہیں، اور اس عالم اسباب میں کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ الفاظ عناصر کی جگہ لے لیں۔ وہم و خیال قوت و توانائی کا بدل مہیا کر دے، اندھا اعتقاد عقل و فہم اور علم و بصیرت کی کمی پوری کر دے، اور سکون

محمود سے وہ نتائج ظاہر ہوں جو سعی و عمل پر منحصر ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم مذہب کے معاملہ میں خدا کے اس اٹل قانون کو کارفرما نہیں سمجھتے؟ اور یہاں آکر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ خدا نے قرآن مجید کو نازل فرما کر ہمیں فکر و ہوش سے بے نیاز اور محنت و کوشش کے بارے سبکدوش کر دیا؟

یقیناً یہ کتاب سراپا رحمت و برکت ہے مگر ان کے لئے نہیں جو سرے سے اس کا اتباع ہی نہ کریں۔ یقیناً یہ نور اور روشنی ہے مگر ان کے لئے نہیں جو اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ یقیناً یہ ہادی اور رہنما ہے مگر ان کے لئے نہیں جو نہ اس سے راستہ پوچھیں اور نہ اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیں۔ یقیناً یہ دنیا اور دین کی کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا بنایا ہوا قانون ہے مگر جو اس قانون پر عمل ہی نہ کرے اسے کامیابی کی امید کرنے کا کیا حق ہے؟ یقیناً یہ حکیم مطلق کا بنایا ہوا دستور العمل ہے جس سے انسان کو بےشمار فوائد و منافع حاصل ہو سکتے ہیں، مگر ان فوائد و منافع میں سے وہ شخص کیا حصہ پانے کی امید کر سکتا ہے جو نہ یہ جانتا ہے کہ اس دستور العمل میں کیا ہدایات دی گئی ہیں اور نہ اس کو اپنی زندگی کا دستور بنانا چاہتا ہے؟ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ (التکویر)

میں سمجھتا ہوں کہ یہ تقریر میرے مدعا کو واضح کرنے کے لئے بالکل کافی ہے میں دراصل یہ بات ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ گو قرآن مجید کی صداقت پر ایمان لانا، توحید، رسالت، ملائکہ، کتب آسمانی اور یوم آخر پر اعتقاد رکھنا، الفاظ قرآنی کی تلاوت کرنا، اور بعض فرائض جس طرح بھی برے بھلے طور سے ادا ہو سکیں ادا کر لینا، مسلمان ہونے کے لئے کفایت کرتا ہے لیکن یہ اسلام کا کم سے کم درجہ ہے اور اس دین و دنیوی فلاح و کامرانی کو پہنچنے اور دنیا و آخرت میں اس بزرگی، بالاتری، علو اور رفعت پر سرفراز ہونے کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے جس کا وعدہ اللہ نے مسلمانوں سے کیا ہے اگر مسلمان اس کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں سب سے پہلے قرآن کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اس کی تعلیم کو سمجھنا چاہئے اور یہ معلوم کر لینا چاہئے کہ وہ دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لئے کونسا دستور العمل پیش کرتا ہے پھر رسول اکرم

اور آپ کے صحابہ کی زندگی پر نظر ڈالنی چاہئے کہ انہوں نے اس تعلیم اور اس دستور العمل کو کس طرح سمجھا اور کس طرح اپنے آپ کو اس کا عملی نمونہ بنایا۔ ہر شخص اپنی بساط، اپنی استعداد اور اپنی حد علم کے مطابق جہاں تک اس کا مطالعہ کرسکتا اور اس کو سمجھ سکتا ہے، اس کو مطالعہ کرنا اور سمجھنا چاہئے۔ اور پھر کوشش کرنی چاہئے کہ جس حد تک ممکن ہو وہ اس ہدایت پر چلے جو قرآن اور سنت رسول و اصحاب رسول سے اس کو حاصل ہو۔ اس علم اور عمل میں ایک شخص جتنی کوشش صرف کریگا اتنی ہی فلاح و کامرانی اسے حاصل ہو گی، اور جو کوشش نہ کریگا اس کو کامیابی بھی حاصل نہ ہو گی اور اس ناکامی کی ذمہ داری قرآن اور اسلام پر نہیں بلکہ خود اس کی بے علمی اور بے عملی پر ہو گی۔

قرآنی حقوق کا کون محافظ ہے

دنیا ترقی ترقی کی آواز سے گونج اٹھی ہے فضائے آسمان میں سائنس کی کرشمہ سازیاں نظر آنے لگی ہیں زبانیں علوم و فنون کی توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ اور معلوم نہیں کا غذ کا کتنا بڑا انبار تمدن و تہذیب کے مظاہروں سے ہر روز سیاہ ہوتا ہے۔

پرائمری تعلیمگاہوں سے لے کر اعلیٰ ایجوکیشنل کے ہر ادارے کے اندر انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کی تعلیم لازمی قرار پا چکی ہے اور چھوٹے بڑے ڈپلوموں کا جمع کرنا سرٹیفکٹ کا درجہ حاصل کر چکا ہے حکومتوں کے لئے نظام سلطنت قوانین سلطنت اور اس کے قائم رکھنے کے لئے سب کچھ قربان کر دینے والوں کا کون شمار کرسکتا ہے، چھوٹی چھوٹی عدالتوں اور ہائیکورٹ اور پریوی کونسل کے اختیارات اور ان کے ذریعہ سے انسانی حکومتوں کے چلانے اور انسانی قوانین کے منوانے کے لئے جو کچھ کیا جاتا ہے اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے لیکن خدارا کوئی بتائے کہ آخر قرآنی علوم و فنون قرآنی اخلاق و قرآنی تہذیب و تمدن قرآنی حکومت اور قرآنی قوانین کی حفاظت کے لئے بھی کوئی جماعت کہیں ہے۔؟؟؟ مصلح۔